© rasailojaraid.com

اسلامی قومیت

(۲)

عصبیت کے خلاف اسلام کا جہاد

اس بیان سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ کفر و شرک کی جہالت کے بعد اسلام کی دعوت حق کا اگر کوئی سب سے بڑا دشمن تھا تو وہ یہی نسل و وطن کا شیطان تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۲۳ سالہ حیات نبویہ میں ضلالت کفر کے بعد سب سے زیادہ جس چیز کو مٹانے کے لئے جہاد کیا وہ یہی عصبیت جاہلیہ تھی۔ آپ احادیث و سیر کی کتابوں کو اٹھا کر دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ حضور سرورِ کائنات نے کس طرح خون اور خاک، رنگ اور زبان پستی اور بلندی کی تفریقوں کو مٹایا، انسان اور انسان کے درمیان غیر فطری امتیازات کی تمام سنگین دیواروں کو مسمار کیا، اور انسان ہونے کی حیثیت سے تمام بنی آدم کو یکساں قرار دیا۔ آنحضرت کی تعلیم یہ تھی کہ:-

لیس منا من مات علی العصبیۃ لیس	جس نے عصبیت پر جان دی وہ ہم میں سے نہیں ہے
منا من دعیٰ الی العصبیۃ لیس منا من	جس نے عصبیت کی طرف بلایا وہ ہم میں سے نہیں ہے
قاتل علی العصبیۃ ۔	جس نے عصبیت پر جنگ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

آپ فرماتے تھے:-

لیس لاحدٍ فضلٌ علی احدٍ الا بدین	پرہیزگاری اور دین داری کے سوا اور کسی چیز کی بنا پر
وتقویٰ ۔ الناس کلھم بنو آدم و آدمُ	ایک شخص کو دوسرے شخص پر فضیلت نہیں ہے سب لوگ
من تراب	آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے ۔

نسل، وطن، زبان، اور رنگ کی تفریق کو آپ نے یہ کہہ کہہ کر مٹایا کہ:-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي كلكم ابناء آدم (بخاری ومسلم)

نہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت ہے اور نہ عجمی کو عربی پر تم سب آدم کی اولاد ہو۔

لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لابيض على اسود ولا لاسود على ابيض الا بالتقوى (زاد المعاد)

کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، اور کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر فضیلت نہیں ہے اگر فضیلت ہے تو وہ صرف پرہیزگاری کی بنا پر ہے۔

اسمعوا واطيعوا وان استعمل عليكم عبد حبشي كان راسه زبيبة (بخاری کتاب الاحکام)۔

سنو اور اطاعت کرو چاہے تمہارے اوپر کوئی حبشی غلام ہی امیر بنا دیا جائے جس کا سر کشمش جیسا ہو۔

فتح مکہ کے بعد جب تلوار کے زور نے قریش کی اکڑی ہوئی گردنوں کو جھکا دیا، تو حضورؐ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور اس میں پورے زور کے ساتھ یہ اعلان فرمایا:۔

الا كل مأثرة او دم او مال يدعى فهو تحت قدمي هاتين۔

خوب سن رکھو کہ فخر و ناز کا ہر سرمایہ، خون اور مال کا ہر دعوی آج میرے ان قدموں کے نیچے ہے۔

يا معشر قريش ان الله قد اذهب عنكم نخوة الجاهلية وتعظمها بالآباء

اے معشر قریش اللہ نے تمہاری جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا کی بزرگی کے ناز کو دور کر دیا۔

ايها الناس كلكم من آدم وآدم من تراب۔ لا فخر للانساب۔ لا فخر للعربي على العجمي ولا للعجمي على العربي۔ ان اكرمكم عند الله اتقكم۔

اے لوگو! تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے تھے۔ نسب کے لئے کوئی فخر نہیں ہے۔ عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر کوئی فخر نہیں ہے۔ تم میں سب سے زیادہ معزز وہی ہے۔ جو سب سے زیادہ پرہیزگار رہے۔

عبادت الٰہی کے بعد آپ اپنے خدا کے سامنے تین باتوں کی گواہی دیتے تھے پہلے اس بات کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ "خدا کا کوئی شریک نہیں ہے" پھر اس بات کی کہ "محمد اللہ کا بندہ اور رسول ہے" پھر اس بات کی کہ "اللہ کے بندے سب بھائی بھائی ہیں" (ان العباد کلھم اخوۃ)۔

بندۂ حق بے نیاز از ہر مقام　　　نے غلام او را، نہ او کس را غلام

بندۂ حق مرد آزاد است و بس　　　ملک و آئینش خدا داد است و بس

اسلامی قومیت کی بنیاد اس طرح اللہ اور اس کے رسول نے جاہلیت کی ان تمام محدود، مادی، حسی، وہمی بنیادوں کو جن پر دنیا میں مختلف قومیتوں کی عمارتیں قائم کی گئی تھیں ڈھا دیا۔ رنگ، نسل، وطن، زبان، معیشت، سیاست کی غیر عقلی تفریقوں کو جن کی بنا پر انسان نے اپنی جہالت و نادانی کی وجہ سے انسانیت کو تقسیم کر رکھا تھا، مٹا دیا، انسانیت کے مادے میں تمام انسانوں کو برابر اور ایک دوسرے کا ہم مرتبہ قرار دے دیا۔

اس تخریب کے ساتھ اس نے خالص عقلی بنیادوں پر ایک نئی قومیت تعمیر کی۔ اس قومیت کی بنا بھی امتیاز پر تھی۔ مگر مادی اور عرضی امتیاز نہیں بلکہ روحانی اور جوہری امتیاز۔ اس نے انسان کے سامنے ایک فطری صداقت پیش کی جس کا نام "اسلام" ہے۔ اس نے خدا کی بندگی، اطاعت، نفس کی طہارت و پاکیزگی، عمل کی نیکی اور پرہیزگاری کی طرف ساری نوع بشری کو دعوت دی۔ پھر کہہ دیا کہ جو اس دعوت کو قبول کرے وہ ایک قوم سے ہے، اور جو اس کو رد کر دے وہ دوسری قوم سے۔ ایک قوم ایمان اور اسلام کی ہے اور اس کے سب افراد بھائی بھائی ہیں۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ۔ اور ایک قوم کفر اور گمراہی کی ہے، اور اس کے تمام متبعین اپنے اختلافات کے باوجود ایک ملت ہیں۔ اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ۔

ان دونوں قوموں کے درمیان بنائے امتیاز نسل اور نسب نہیں، اعتقاد اور عمل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک باپ کے دو بیٹے اسلام اور کفر کی تفریق میں جدا جدا ہو جائیں، اور دو بالکل اجنبی آدمی اسلام میں متحد ہونے کی وجہ سے ایک قومیت میں شریک ہوں۔ وطن کا اختلاف بھی ان دونوں قوموں کے درمیان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وجہ امتیاز نہیں ہے۔ یہاں امتیاز حق اور باطل کی بنیاد پر ہے جس کا کوئی وطن نہیں۔ ممکن ہے کہ ایک شہر ایک محلہ، ایک گھر کے دو آدمیوں کی قومیتیں اسلام و کفر کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہو جائیں اور ایک چینی رشتہ اسلام میں مشترک ہونے کی وجہ سے ایک مراقشی کا قومی بھائی بن جائے۔

فطرت ما مستنیر از مصطفیٰ است   باز گو آخر مقام ما کجا است

رنگ کا اختلاف بھی یہاں قومی تفریق کا سبب نہیں ہے۔ یہاں اعتبار چہرے کے رنگ کا نہیں، اللہ کے رنگ کا ہے۔ اور وہی بہترین رنگ ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً۔ ہوسکتا ہے کہ اسلام کے اعتبار سے ایک گورے اور ایک کالے کی ایک قوم ہو اور کفر کے اعتبار سے دو گوروں کی دو الگ قومیتیں ہوں۔

مرد حق از کس نگیرد رنگ و بو   مرد حق از حق پذیرد رنگ و بو

زبان کا امتیاز بھی اسلام اور کفر میں وجہ اختلاف نہیں ہے۔ یہاں منہ کی زبان نہیں دل کی زبان کا اعتبار ہے جو ساری دنیا میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اس کے اعتبار سے عربی اور افریقی کی ایک زبان ہوسکتی ہے، اور دو عربیوں کی زبانیں مختلف ہوسکتی ہیں۔ معاشی اور سیاسی نظاموں کا اختلاف بھی اسلام اور کفر کے اختلاف میں بے اصل ہے۔ یہاں جھگڑا دولتِ زر کا نہیں دولتِ ایمان کا ہے، انسانی سلطنت کا نہیں خدا کی بادشاہت کا ہے۔ جو لوگ حکومت الٰہی کے وفادار رہیں، اور جو خدا کے ہاتھ اپنی جانیں فروخت کر چکے ہیں وہ سب ایک قوم ہیں خواہ ہندوستان میں ہوں یا ترکستان میں۔ اور جو خدا کی حکومت سے باغی ہیں اور شیطان سے جان و مال کا سودا کر چکے ہیں وہ ایک دوسری قوم ہیں ہم کو اس سے کچھ بحث نہیں کہ وہ کس سلطنت کی رعایا ہیں اور کس معاشی نظام سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس طرح اسلام نے قومیت کا جو دائرہ کھینچا ہے وہ کوئی حسی اور مادی دائرہ نہیں بلکہ ایک خالص عقلی دائرہ ہے۔ ایک گھر کے دو آدمی اس دائرے سے جدا ہوسکتے ہیں اور مشرق و مغرب کا بعد رکھنے والے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دو آدمی اس میں داخل ہوسکتے ہیں۔

سرِ عشق از عالم ارحام نیست | او ز سام و حام و روم و شام نیست
کوکب بے شرق و غرب و بے غروب | در مدارش نے شمال و نے جنوب

اس دائرہ کا محیط ایک کلمہ ہے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ اسی کلمہ پر دوستی بھی ہے اور اسی پر دشمنی بھی۔ اسی کا اقرار جمع کرتا ہے اور اسی کا انکار جدا کر دیتا ہے۔ جن کو اس نے جدا کر دیا ہے ان کو نہ خون کا رشتہ جمع کرسکتا ہے، نہ خاک کا، نہ زبان کا، نہ رنگ کا، نہ روٹی کا، نہ حکومت کا۔ اور جن کو اس نے جمع کر دیا ہے انہیں کوئی چیز جدا نہیں کرسکتی۔ کسی دریا، کسی پہاڑ، کسی سمندر، کسی زبان کسی نسل کسی رنگ، اور کسی زر و زمین کے قضیہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اسلام کے دائرے میں امتیازی خطوط کھینچ کر مسلمان اور مسلمان کے درمیان فرق کرے۔ ہر مسلمان خواہ وہ چین کا باشندہ ہو یا مراقش کا، کالا ہو یا گورا، ہندی بولتا ہو یا عربی، سامی ہو یا آرین، ایک حکومت کی رعیت ہو یا دوسری حکومت کی، مسلمان قوم کا فرد ہے، اسلامی سوسائٹی کا رکن ہے، اسلامی اسٹیٹ کا شہری ہے، اسلامی فوج کا سپاہی ہے، اسلامی قانون کی حفاظت کا مستحق ہے۔ شریعت اسلامیہ میں کوئی ایک دفعہ بھی ایسی نہیں ہے جو عبادات، معاملات، معاشرت، سیاست، معیشت، غرض زندگی کے کسی شعبہ میں جنسیت یا زبان یا وطنیت کے لحاظ سے اس کو دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں کم تر یا بیش تر حقوق دیتی ہو۔

اسلام کا طریق جمع و تفریق | یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اسلام نے تمام انسانی اور مادی رشتوں کو قطع کر دیا ہے۔ ہرگز نہیں! اس نے مسلمانوں کو صلۂ رحمی کا حکم دیا ہے قطع رحم سے منع کیا ہے، ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی تاکید کی ہے۔ خون کے رشتوں میں وراثت جاری کی ہے۔ خیرات و صدقات اور بذل و انفاق میں ذوی القربیٰ کو غیر ذوی القربیٰ پر ترجیح دی ہے۔ اپنے اہل و عیال، اپنے گھر بار، اور اپنے ملک کو دشمنوں سے بچانے کا حکم دیا ہے۔ ظالم کے مقابلہ میں لڑنے کا حکم دیا ہے اور ایسی لڑائی میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جان دینے والے کو شہید قرار دیا ہے۔ زندگی کے تمام معاملات میں بلا امتیاز مذہب ہر انسان کے ساتھ ہمدردی، حسن سلوک، اور محبت سے پیش آنے کی تعلیم دی ہے۔ اس کے کسی حکم کو یہ معنے نہیں پہنائے جا سکتے کہ وہ ملک و وطن کی خدمت و حفاظت سے روکتا ہے، یا غیر مسلم ہمسایہ کے ساتھ صلح و سالمت کرنے سے باز رکھتا ہے۔[1]

یہ سب کچھ ان مادی رشتوں کی جائز اور فطری مراعات ہے۔ مگر جس چیز نے قومیت کے معاملہ میں اسلام اور غیر اسلام کے اصول میں فرق کر دیا ہے، وہ یہ ہے کہ دوسروں نے انہی رشتوں پر جداگانہ قومیتیں بنائی ہیں۔ اور اسلام نے ان کو بنائے قومیت قرار نہیں دیا۔ وہ ایمان کے تعلق کو ان سب تعلقات پر ترجیح دیتا ہے اور وقت پڑے تو ان میں سے ہر ایک کو اس پر قربان کر دینے کا مطالبہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے:۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ	تمہارے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں یہ قابل تقلید
وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ	نمونہ تھا کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہدیا کہ ہمارا تم سے
مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۔	اور تمہارے معبودوں سے جنھیں تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو، کوئی تعلق

[1] یہاں اس امر کی توضیح ضروری ہے کہ غیر مسلم قوموں کے ساتھ مسلمان قوم کے تعلقات کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک حیثیت تو یہ ہے کہ انسان ہونے میں ہم اور وہ یکساں ہیں اور دوسری حیثیت یہ ہے کہ اسلام اور کفر کے اختلاف نے ہمیں ان سے جدا کر دیا ہے۔ پہلی حیثیت سے ہم ان کے ساتھ ہمدردی، فیاضی، رواداری اور شرافت کا ہر وہ سلوک کریں گے جو انسانیت کا مقتضیٰ ہے اور اگر وہ دشمن اسلام نہ ہوں تو ان سے دوستی، مصالحت، مسالمت بھی کریں گے اور مشترک مقاصد کیلئے تعاون میں دریغ نہ کریں گے لیکن کسی طرح کا مادی اور دنیوی اشتراک ہم کو اور ان کو اس طور سے جمع نہیں کر سکتا کہ ہم اور وہ مل کر ایک قوم بن جائیں، اور اسلامی قومیت کو چھوڑ کر کوئی مشترک ہندی یا چینی یا مصری قومیت قبول کریں۔ کیونکہ ہماری دوسری حیثیت اس قسم کے اجتماع میں مانع ہے اور کفر و اسلام کا مل کر ایک ملت بن جانا قطعاً غیر ممکن ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ (۶۰: ۱)

ہیں ہے ہم نے تم کو چھوڑ دیا ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور دشمنی ہو گئی تا وقتیکہ تم ایک خدا پر ایمان لاؤ

وہ کہتا ہے کہ :-

لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (۹: ۳)

اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی دوست اور محبوب نہ رکھو اگر وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو محبوب رکھیں تم میں سے جو کوئی ان کو محبوب رکھے گا وہ ظالموں میں شمار ہوگا۔

اور :-

إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ (۶۴ : ۲)

تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تمہارے (بحیثیت مسلمان ہونے کے) دشمن ہیں ان سے حذر کرو۔

وہ کہتا ہے کہ اگر تمہارے دین اور تمہارے وطن میں دشمنی ہو جائے تو دین کی خاطر وطن کو چھوڑ کر نکل جاؤ جو شخص دین کی محبت پر وطن کی محبت کو قربان کر کے ہجرت نہ کرے وہ منافق ہے۔ اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ (۴ : ۱۲)

اس طرح ایک طرف تو اسلام اور کفر کے اختلاف سے خون کے قریب ترین رشتے کٹ جاتے ہیں۔ ماں، باپ، بھائی، بیٹے صرف اس لئے جدا ہو جاتے ہیں کہ وہ اسلام کے مخالف ہیں۔ قوم کو اس لئے چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ خدا سے دشمنی رکھتی ہے۔ وطن کو اس لئے خیرباد کہا جاتا ہے کہ وہاں اسلام اور کفر میں عداوت ہے۔ گویا اسلام دنیا کی ہر چیز پر مقدم ہے۔ ہر چیز اسلام پر قربان کی جا سکتی ہے۔ اور اسلام کسی چیز پر قربان نہیں کیا جا سکتا۔ اب دوسری طرف دیکھیے۔ یہی اسلام کا تعلق ہے جب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایسے لوگوں کو ملا کر بھائی بھائی بنا دیتا ہے جن کے درمیان نہ خون کا رشتہ ہے، نہ وطن کا نہ زبان کا نہ رنگ کا۔ تمام مسلمانوں کو خطاب کر کے کہا جاتا ہے:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا (۳ : ۱۱)	تم سب ملکر اللہ کی رسی کو مضبوط تھامے رہو اور آپس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔ اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد رکھو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس نے تمہارے دلوں میں باہمی الفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت (اسلام کی بدولت بھائی بھائی بن گئے۔ تم (آپس کی عصبیتوں کی وجہ سے) آگ سے بھرے ہوئے گڑھے کے سرے پر تھے۔ اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔

تمام غیر مسلموں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ (۹ : ۲)	اگر وہ کفر سے توبہ کریں، نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔

اور مسلمانوں کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (۴۸ : ۴)	محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ لوگ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (صلعم) اللہ کا بندہ اور رسول ہے۔ نیز وہ ہمارے قبلہ کی طرف منہ پھیریں، ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ہماری طرح نماز پڑھیں جو نہی کہ انہوں نے ایسا کیا ہم پر ان کے خون اور ان کے مال حرام ہو گئے الا یہ کہ حق اور انصاف کی خاطر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کو حلال کیا جائے۔ اس کے بعد ان کے وہی حقوق ہیں جو سب مسلمانوں کے ہیں اور ان پر وہی واجبات ہیں جو سب مسلمانوں پر ہیں"۔ (ابو داؤد۔ کتاب الجہاد)۔

پھر یہی نہیں کہ حقوق اور فرائض میں مسلمان برابر ہیں، اور ان میں کسی فرق و امتیاز کی گنجائش نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد نبوی ہے کہ:-

المسلم للمسلم کالبنیان یشد بعضہ بعضاً

مسلمان کے ساتھ مسلمان کا تعلق ایسا ہے جیسے ایک دیوار کے اجزا جن کو ایک دوسرے سے پیوستہ کر دیا جاتا ہے۔

اور:-

مثل المومنین فی توادھم وتراحمھم وتعاطفھم کمثل الجسد الواحد اذا اشتکی منہ عضو تداعیٰ لہ سائر الجسد بالسھر والحمیٰ۔

آپس کی محبت اور رحمت و مہربانی میں مسلمانوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک جسم کہ اگر اس کے ایک عضو کو تکلیف پہنچے تو سارا جسم اس کے لئے بے خواب و بے آرام ہو جاتا ہے۔

ملت اسلام کے اس جسم نامی کو رسول اللہ نے "جماعت" کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے اور اس کے متعلق آپ کا فرمان ہے۔

ید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار۔

جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ جو اس سے بچھڑا وہ آگ میں گیا۔

اور:-

من فارق الجماعۃ شبراً خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ

جو ایک بالشت بھر بھی جماعت سے جدا ہوا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے اتار پھینکا۔

اسی پر بس نہیں بلکہ یہاں تک فرمایا کہ:-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من اراد ان یفرق جماعتکم فاقتلوہ — جو تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرنے کی کوشش کرے اس کو قتل کر دو۔

اور :-

من اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیع فاضربوہ بالسیف کائنًا من کان (مسلم۔ کتاب الامارہ) — جو کوئی اس امت کے بندھے ہوئے رشتہ کو پارہ پارہ کرنے کا ارادہ کرے، اس کی تلوار سے خبر لو خواہ وہ کوئی ہو۔

اسلامی قومیت کی تعمیر کس طرح ہوئی؟

اس جماعت میں جس کی شیرازہ بندی اسلام کے تعلق کی بنا پر کی گئی تھی خون اور خاک، رنگ اور زبان کی کوئی تمیز نہ تھی۔ اس میں سلمان فارسیؓ تھے جن سے ان کا نسب پوچھا جاتا تو فرماتے کہ "سلمان بن اسلام"۔ حضرت علیؓ ان کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ سلمان منا اھل البیت۔ "سلمان ہم اہل بیت میں سے ہیں"۔ اس میں باذان بن ساسان اور ان کے بیٹے شہر بن باذان تھے جن کا نسب بہرام گور سے ملتا تھا۔ رسول اکرمؐ نے حضرت باذان کو یمن کا اور ان کے صاحبزادے کو صنعا کا والی مقرر فرمایا تھا۔ اس جماعت میں بلالؓ حبشی تھے جن کے متعلق حضرت عمرؓ فرمایا کرتے کہ بلالؓ سیدنا و مولی سیدنا۔ "بلال ہمارے آقا کا غلام اور ہمارا آقا ہے"۔ اس جماعت میں صہیب رومی تھے جنہیں حضرت عمر نے اپنی جگہ نماز میں امامت کے لئے کھڑا کیا۔ اس میں حضرت ابو حذیفہ کے غلام سالم تھے جن کے متعلق حضرت عمر نے اپنے انتقال کے وقت فرمایا کہ اگر آج وہ زندہ ہوتے تو میں خلافت کے لئے انہی کو نامزد کرتا۔ اس میں زید بن حارثہ ایک غلام تھے جن کے ساتھ رسول اللہ صلعم نے خود اپنی پھوپھی کی بیٹی ام المومنین حضرت زینب کو بیاہ دیا تھا۔ ان میں حضرت زیدؓ کے بیٹے اسامہؓ تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے لشکر کا سردار بنایا تھا جس میں ابوبکر صدیق عمر فاروق، ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ شریک تھے۔ انہی اسامہ کے متعلق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت عمرؓ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے فرماتے ہیں کہ "اسامہ کا باپ تیرے باپ سے افضل تھا اور اسامہ خود تجھ سے افضل ہے"

مہاجرین کا اسوہ اس جماعت نے اسلام کے تبر سے عصبیت کے ان تمام بتوں کو توڑا تھا جو نسل اور وطن رنگ اور زبان وغیرہ کے نام سے موسوم ہیں۔ اور جن کی پرستش قدیم جاہلیت سے جدید جاہلیت کے زمانہ تک دنیا میں ہورہی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے وطن مکہ کو چھوڑا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اس کے یہ معنی نہ تھے کہ آپ کو اور مہاجرین کو اپنے وطن سے وہ فطری محبت نہ تھی جو انسان کو ہوا کرتی ہے مکہ کو چھوڑتے وقت آپ نے فرمایا تھا کہ "اے مکہ! تو مجھ کو دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے، مگر کیا کروں کہ تیرے باشندے مجھ کو یہاں رہنے نہیں دیتے" حضرت بلال جب مدینہ جاکر بیمار ہوے تو مکہ کی ایک ایک چیز کو یاد کرتے تھے۔ ان کی زبان سے نکلے ہوے یہ حسرت بھرے اشعار آج تک مشہور ہیں۔

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ　　بفخ وحولی اذخر وجلیل
وھل اردن یوما میاہ مجنۃ　　وھل تبدون لی شامۃ وطفیل

مگر اس کے باوجود حب وطنؒ نے ان بزرگوں کو اسلام کی خاطر ہجرت کرنے سے باز نہ رکھا۔

انصار کا طرز عمل دوسری طرف اہل مدینہ نے رسول اکرمؐ اور مہاجرین کو سر آنکھوں پر بٹھایا اور اپنے جان ومال خدمت اقدس میں پیش کر دیے۔ اسی بنا پر حضرت عایشہ فرماتی ہیں کہ "مدینہ قرآن سے فتح ہوا" آپ نے انصار اور مہاجرین کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا تو یہ ایسے بھائی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بھائی بنے کہ مدتوں انکو ایک دوسرے کی میراث ملتی رہی حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرماکر اس توارث

لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بہتان گھڑا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا حب الوطن من الایمان۔ حالانکہ ایسی کوئی صحیح حدیث آپ سے ماثور نہیں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو بند کیا۔ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ۔ انصار نے اپنے کھیت اور باغ آدھے آدھے تقسیم کرکے اپنے مہاجر بھائیوں کو دیدیے۔ اور جب بنی نضیر کی زمینیں فتح ہوئیں تو رسول اللہ سے عرض کیا کہ یہ زمینیں بھی ہمارے مہاجر بھائیوں کو دیدیجئے۔ یہی ایثار تھا جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت سعدؓ بن ربیع انصاری کے درمیان مواخاۃ کرائی گئی تو حضرت سعد اپنے دینی بھائی کو آدھا مال دینے، اور اپنی بیویوں میں سے ایک کو طلاق دیکر بیاہ دینے پر آمادہ ہوگئے۔ عہد رسالت کے بعد جب مہاجرین پیہم منصب خلافت پر سرفراز ہوئے تو کسی مدنی نے یہ نہ کہا کہ تم متوطن مسافروں کو ہمارے ملک پر حکومت کرنے کا کیا حق ہے؟ رسول اکرم اور حضرت عمرؓ نے مدینے کے نواحی میں مہاجرین کو جاگیریں دیں اور کسی انصاری نے اس پر زبان تک نہ ہلائی۔

رشتہ وخون یا دوسرے علائق کی قربانی پھر جنگ بدر اور جنگ احد میں مہاجرین مکہ دین کی خاطر خود اپنے رشتہ داروں سے لڑے۔ حضرت ابوبکر نے اپنے بیٹے عبد الرحمٰن پر تلوار اٹھائی۔ حضرت حذیفہ نے اپنے باپ حذیفہ پر حملہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں کے خون سے ہاتھ رنگے۔ خود رسول اکرمؐ کے چچا عباسؓ، چچا زاد بھائی عقیلؓ اور داماد ابو العاصؓ بدر میں گرفتار ہوئے اور عام قیدیوں کی طرح رکھے گئے۔ حضرت عمر اس پر آمادہ تھے کہ سب قیدیوں کو قتل کر دیا جائے اور ہر شخص خود اپنے عزیز کو قتل کرے۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرم غیر قبیلہ اور غیر علاقہ والوں کو لے کر خود اپنے قبیلہ اور اپنے وطن پر حملہ آور ہوئے۔ غیروں کے ہاتھ سے اپنوں کی گردنوں پر تلوار چلوائی۔ عرب کے لئے یہ بالکل نئی بات تھی کہ کوئی شخص خود اپنے قبیلہ اور اپنے وطن پر غیر قبیلہ والوں کو چڑھا لائے اور وہ بھی کسی انتقام یا زر وزمین کے قضیہ کی بنا پر نہیں بلکہ محض ایک کلمۂ حق کی خاطر۔ جب قریش کے اوباش مارے جانے لگے تو ابوسفیان نے آکر عرض کیا کہ "یا رسول اللہ قریش کے نونہال کٹ رہے ہیں۔ آج کے بعد قریش کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نام و نشان نہ رہے گا" رحمۃ اللعالمین نے یہ سن کر اہل مکہ کو امان دیدی۔ انصار سمجھے کہ رسول اللہ کا دل اپنی قوم کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا "حضور آخر آدمی ہی تو ہیں۔ اپنے خاندان والوں کا پاس کر ہی گئے"۔ رسول اللہ کو ان باتوں کی خبر پہنچی تو انصار کو جمع کیا اور فرمایا "مجھے خاندان والوں کی محبت نے ہرگز نہیں کھینچا۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اللہ کے لئے تمہارے پاس ہجرت کر کے جا چکا ہوں۔ اب میرا جینا تمہارے ساتھ ہے اور مرنا تمہارے ساتھ"۔ جو کچھ حضور نے فرمایا تھا اسے لفظ بہ لفظ سچ کر دکھایا۔ باوجودیکہ مکہ معظمہ کے فتح ہو جانے کے بعد وہ علت باقی نہ رہی تھی جس کی بنا پر حضور ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تھے، مگر آپ نے مکہ میں قیام نہ فرمایا۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ رسول خدا نے مکہ پر کسی وطنی یا انتقامی جذبے کے تحت حملہ نہ کیا تھا، بلکہ محض اعلاے کلمۃ الحق مقصود تھا۔

اس کے بعد جب ہوازن اور ثقیف کے اموال فتح ہوئے تو پھر وہی غلط فہمی پیدا ہوئی۔ حضور نے غنیمت میں سے قریش کے نومسلموں کو زیادہ حصہ دیا۔ انصار کے بعض نوجوان سمجھے یہ قومی پاسداری کی وجہ سے ہے۔ انہوں نے بگڑ کر کہا کہ "خدا رسول اللہ کو معاف کرے۔ وہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو چھوڑتے ہیں۔ حالانکہ اب تک ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں"۔ اس پر رسول اکرم نے ان کو پھر جمع کیا اور فرمایا کہ "میں ان لوگوں کو اس لئے زیادہ دے رہا ہوں کہ یہ نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ محض ان کی تالیف قلب مقصود ہے۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ یہ مال لے جائیں اور تم رسول کو لیجاؤ"؟

غزوۂ بنی المصطلق میں ایک غفاری اور ایک عوفی میں جھگڑا ہو گیا۔ غفاری نے عوفی کو تھپڑ مارا۔ بنی عوف انصار کے حلیف تھے۔ عوفی نے انصار کو مدد کے لئے پکارا۔ بنی غفار مہاجرین کے حلیف تھے۔ غفاری نے مہاجرین کو آواز دی۔ قریب تھا کہ تلواریں کھینچ جائیں۔ رسول اللہ کو خبر ہوئی تو آپ نے فریقین کو بلا کر فرمایا کہ "یہ کیا جاہلیت کی پکار تھی جو تمہاری زبانوں سے نکل رہی تھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(مالکم ولدعوۃ الجاھلیۃ) انہوں نے کہا کہ ایک مہاجر نے انصاری کو مارا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "تم اس جاہلیت کی پکار کو چھوڑ دو۔ یہ بڑی گھناونی چیز ہے۔" (دعوھا فانھا منتنۃ)۔

اس غزوہ میں مدینہ کا مشہور قوم پرست منافق عبداللہ بن اُبَی بھی شریک تھا اس نے جو سنا کہ مہاجرین کے حلیف نے انصار کے حلیف کو مارا ہے تو کہا کہ "یہ ہمارے ملک میں آکر پھول گئے ہیں۔ اور اب ہمارے ہی سامنے سر اٹھاتے ہیں۔ ان کی مثل تو ایسی ہے کہ کتے کو کھلا پلا کر موٹا کرتا تاکہ وہ تجھی کو پھاڑ کھائے۔ بخدا مدینہ واپس پہنچ کر جو ہم میں سے عزت والا ہوگا وہ ذلت والے کو نکال باہر کرے گا" پھر اس نے انصار سے کہا کہ "یہ تمہارا ہی کیا دھرا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو اپنے ملک میں جگہ دی۔ اور اپنے اموال ان پر بانٹ دیے خدا کی قسم آج تم ان سے ہاتھ کھینچ لو تو یہ ہوا کھاتے نظر آئیں گے"۔ یہ باتیں رسول اللہ تک پہنچیں تو آپ نے عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ کو بلا کر فرمایا کہ تمہارا باپ یہ کہتا ہے۔ وہ اپنے باپ سے غایت درجہ محبت رکھتے تھے۔ اور اُن کو فخر تھا کہ خزرج میں کوئی بیٹا اپنے باپ سے اتنی محبت نہیں کرتا مگر یہ قصہ سن کر انہوں نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو میں اس کا سر کاٹ لاؤں"۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر جب جنگ سے واپس ہوئے تو مدینہ پہنچ کر حضرت عبداللہ اپنے باپ کے آگے تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ "تو مدینہ میں گھس نہیں سکتا جب تک کہ رسول اللہ اجازت نہ دیں۔ تو کہتا ہے کہ ہم میں سے جو عزت والا ہے وہ ذلت والے کو مدینے سے نکال دے گا۔ تو اب تجھے معلوم ہو کہ عزت صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے" اس پر ابن اُبی چیخ اٹھا کہ "لوسنو اے اہل خزرج۔ اب میرا بیٹا مجھ کو گھر میں گھسنے نہیں دیتا"۔ لوگوں نے آکر حضرت عبداللہ کو سمجھایا۔ مگر انہوں نے کہا کہ "رسول اللہ کی اجازت کے بغیر یہ مدینہ کے سایہ میں بھی پناہ نہیں لے سکتا"۔ آخر کار لوگ رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ "جا کر عبداللہ سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہو کہ اپنے باپ کو گھر میں جانے دے۔" جب عبداللہ نے یہ فرمان مبارک سنا تو تلوار رکھدی اور کہا کہ "ان کا حکم ہے تو اب یہ جا سکتا ہے"[1]

بنو قینقاع پر جب حملہ کیا گیا تو حضرت عبادہؓ بن الصامت کو ان کے معاملہ میں حکم بنایا گیا اور انہوں نے فیصلہ دیا کہ اس پورے قبیلہ کو مدینے سے جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ لوگ حضرت عبادہ کے قبیلۂ خزرج کے حلیف تھے مگر انہوں نے اس تعلق کا ذرہ برابر خیال نہ کیا۔ اسی طرح بنو قریظہ کے معاملہ میں اوس کے سردار سعدؓ بن معاذ کو حکم بنایا گیا۔ اور ان کا فیصلہ یہ تھا کہ بنو قریظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے، عورتوں اور بچوں کو سبایا اور ان کے اموال کو غنیمت قرار دیا جائے۔ اس معاملہ میں حضرت سعد نے ان حلیفانہ تعلقات کا ذرا خیال نہ کیا جو اوس اور بنو قریظہ کے درمیان مدتوں سے قائم تھے۔ حالانکہ عرب میں حلف کی جو اہمیت تھی وہ سب کو معلوم ہے۔

جامعہ اسلامیہ کی اصلی روح ان شواہد سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی قومیت کی تعمیر میں نسل و وطن اور زبان و رنگ کا قطعاً کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس عمارت کو جس معمار نے بنایا ہے اس کا تخیل ساری دنیا سے نرالا تھا اس نے تمام عالم انسانی کے مواد خام پر نظر ڈالی۔ جہاں جہاں سے اس کو اچھا اور مضبوط مسالہ ملا اس کو چھانٹ لیا۔ ایمان و عمل صالح کے پختہ چونے سے ان متفرق اجزا کو پیوستہ کر دیا۔ اور ایک عالمگیر قومیت کا قصر تعمیر کیا جو سارے کرۂ ارضی پر چھایا ہوا ہے۔ اس عظیم الشان عمارت کا قیام و دوام منحصر ہے اس پر کہ اس کے تمام مختلف الاصل مختلف الشکل، مختلف المقام اجزا اپنی جدا جدا اصلیتوں کو بھول کر صرف ایک اصل کو یاد رکھیں، اپنے جدا جدا رنگ چھوڑ کر ایک رنگ میں رنگ جائیں۔ اپنے الگ مقاموں سے قطع نظر کرکے ایک مخرج صدق سے نکلیں اور ایک مدخل صدق میں داخل ہو جائیں۔ یہی وحدت ملی اس بنیان مرصوص کی جان ہے۔

---

[1] اس واقعہ کی پوری تفصیل ابن جریر کی تفسیر (جلد ۲۸ صفحہ ۶۶ تا ۶۷) میں ملاحظہ فرمائیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اگر یہ وحدت ٹوٹ جائے۔ اگر اجزائے ملت میں اپنی اصلوں اور نسلوں کے جدا جدا ہونے، اپنے وطن اور مقام کے مختلف ہونے، اپنے رنگ وشکل کے متنوع ہونے، اپنی اغراض دنیوی کے متضاد ہونے کا احساس پیدا ہو جائے تو اس عمارت کی دیواریں پھٹ جائیں گی، اس کی بنیادیں ہل جائیں گی اور اس کے تمام اجزا پارہ پارہ ہو جائیں گے۔ جس طرح ایک سلطنت میں کئی سلطنتیں نہیں بن سکتیں اسی طرح ایک قومیت میں کئی قومیتیں بھی نہیں بن سکتیں۔ اسلامی قومیت کے ساتھ نسلی، وطنی، لسانی لونی قومیتوں کا جمع ہونا قطعاً محال ہے۔ ان دونوں قسم کی قومیتوں میں سے ایک ہی قائم رہ سکتی ہے۔ اس لئے کہ:۔

جو اس کا پیرہن ہے مذہب کا وہ کفن ہے

پس جو اسلامی قومیت میں رہنا چاہتا ہے اسے تمام قومیتوں کے احساس کو باطل، اور سارے خاک وخون کے رشتوں کو قطع کرنا پڑے گا۔ اور جو ان رشتوں کو باقی رکھنا چاہتا ہو اس کے متعلق ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ وہ اسلامی قومیت سے نکل گیا۔ اس نے اسلامی عصبیت کو چھوڑ دیا، جاہلی عصبیت کا دامن تھام لیا۔ اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے اتار پھینکا، جاہلیت کے پھندے کو اسلام کے رشتہ پر ترجیح دی۔ وہ اسلام سے چھوٹا اور اسلام اس سے۔

رسول اللہ کی آخری وصیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آخری زمانہ میں سب سے زیادہ خطرہ جس چیز کا تھا وہ یہی تھا کہ کہیں مسلمانوں میں جاہلی عصبیتیں پیدا نہ ہو جائیں اور ان کی بدولت اسلام کا قصر ملت پارہ پارہ نہ ہو جائے۔ اسی لئے حضور بار بار فرمایا کرتے تھے کہ۔

لا ترجعون بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض (بخاری کتاب الفتن)

کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد تم پھر کفر کی طرف پلٹ کر آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

اپنی زندگی کے آخری حج، حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو عرفات کے خطبہ میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عام مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا:۔

"سن رکھو کہ امورِ جاہلیت میں سے ہر چیز آج میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے تم سب آدم کی اولاد سے ہو اور آدم مٹی سے تھے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان بھائی بھائی ہیں جاہلیت کے سب خون باطل کر دیے گئے۔ اب تمہارے خون اور تمہاری عزتیں اور تمہارے اموال ایک دوسرے کے لئے ویسے ہی حرام ہیں جیسے آج حج کا دن تمہارے اس مہینہ، تمہارے اس شہر میں حرام ہے۔"

پھر منیٰ میں تشریف لے گئے تو اس سے بھی زیادہ زور کے ساتھ اس تقریر کو دھرایا اور آخر میں یہ اضافہ کیا:۔

"دیکھو! میرے بعد پھر گمراہی کی طرف پلٹ کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ مارنے لگنا عنقریب تم اپنے رب سے ملنے والے ہو۔ وہاں تمہارے اعمال کی تم سے باز پرس ہوگی۔

"سنو! اگر کوئی نکٹا حبشی بھی تمہارا امیر بنا دیا جائے اور وہ تم کو کتاب اللہ کے مطابق چلائے تو اس کی بات ماننا اور اطاعت کرنا۔

یہ ارشاد فرما کر پوچھا کہ "کیا میں نے تم کو یہ پیغام پہنچا دیا؟" لوگوں نے کہا ہاں یارسول اللہ۔ فرمایا "اے خدا تو گواہ رہیو" اور لوگوں سے کہا کہ "جو موجود ہے وہ اس پیغام کو ان لوگوں تک پہنچا دے جو موجود نہیں ہیں۔"

حج سے واپس ہو کر شہدائے احد کے مقابلہ پر تشریف لے گئے اور پھر مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا:۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"مجھے اس کا خوف نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کروگے۔ مگر ڈرتا اس سے ہوں کہ کہیں تم دنیا میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور آپس میں لڑنے نہ لگو۔ اگر ایسا کروگے تو ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح پہلی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں۔

اسلام کے لئے سب سے بڑا خطرہ یہ فتنہ جس کے ظاہر ہونے کا سید الکونین کو اندیشہ تھا حقیقت میں ویسا ہی مہلک ثابت ہوا، جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ قرن اول سے آج تک اسلام اور مسلمانوں پر جو تباہی بھی نازل ہوی ہے اسی کی بدولت ہوی ہے۔ وصال نبوی کے چند ہی برس بعد ہاشمی اقتدار کے خلاف اموی عصبیت کا فتنہ اٹھا اور اس نے اسلام کے اصلی نظام سیاست کو ہمیشہ کے لئے درہم برہم کر دیا۔ پھر اس نے عربی، عجمی، اور ترکی عصبیت کی شکل میں ظہور کیا اور اسلام کی سیاسی وحدت کا بھی خاتمہ کر دیا۔ پھر مختلف ممالک میں جو اسلامی سلطنتیں قائم ہوئیں ان سب کی تباہی میں سب سے زیادہ اسی فتنہ کا ہاتھ تھا۔ قریب ترین زمانہ میں دو سب سے بڑی اسلامی سلطنتیں ہندوستان اور ٹرکی کی تھیں۔ ان دونوں کو اسی فتنہ نے تباہ کیا۔ ہندوستان میں مغل اور ہندوستانی کی تفریق نے سلطنت مغلیہ کو دفن کیا۔ اور ٹرکی میں ترک، عرب، کرد کی تفریق تباہی کی موجب ہوی۔

اسلام کی پوری تاریخ اٹھا کر دیکھ جائیے۔ جہاں کوئی طاقت ور سلطنت آپ کو نظر آئے گی۔ اس کی بنیادوں میں آپ کو بلا امتیاز جنسیت مختلف نسلوں اور مختلف قوموں کا خون ملے گا۔ ان کے مدبر، ان کے سپہ سالار، ان کے اہل قلم، ان کے اہل سیف سب کے سب مختلف الاجناس پائے جائیں گے آپ عراقی کو افریقہ میں، شامی کو ایران میں افغانی کو ہندوستان میں، اسلامی حکومتوں کی اسی جاں بازی دیانت، صداقت، امانت کے ساتھ خدمت کرتے ہوے دیکھیں گے جس سے وہ خود اپنے وطن کی خدمت کرتا۔ اسلامی سلطنتیں کبھی اپنے مردان کار کی فراہمی میں کسی ایک ملک یا ایک نسل کے وسائل پر منحصر نہیں رہیں، ہر جگہ سے قابل دماغ اور کارپرداز ہاتھ ان کے لئے جمع ہوے اور انہوں نے مردانہ وار اسلام کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنا وطن اور گھر سمجھا۔ مگر جب نفسانیت، خود غرضی، عصبیت کا فتنہ اٹھا، اور مسلمانوں میں مرز و بوم، رنگ و نسل کے امتیازات نے راہ پائی تو وہ ایک دوسرے سے بغض و حسد کرنے لگے، وہ بڑے بندیوں اور سازشوں کا دور دورہ ہوا جو قوتیں دشمنوں کے خلاف صرف ہوتی تھیں وہ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف صرف ہونے لگیں مسلمانوں میں خانہ جنگی برپا ہوئی اور بڑی بڑی اسلامی طاقتیں صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں۔

مغرب کی اندھی تقلید آج مغربی قوموں سے سبق سیکھ کر ہر جگہ کے مسلمان نسلیت اور وطنیت کے راگ الاپ رہے ہیں۔ عرب عربیت پر ناز کر رہا ہے مصری کو اپنے فراعنہ یاد آ رہے ہیں۔ ترک اپنی ترکیت کے جوش میں چنگیز اور ہلاکو سے رشتہ جوڑ رہا ہے۔ ایرانی اپنی ایرانیت کے جوش میں کہتا ہے کہ یہ محض عرب امپیریلزم کا زور تھا کہ حسینؑ اور علیؑ (علیہما السلام) ہمارے ہیرو بن گئے۔ حالانکہ حقیقۃً ہمارے قومی ابطال تو رستم و اسفندیار تھے۔ ہندوستان میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو اپنے آپ کو پہلے ہندوستانی اور پھر مسلمان کہتے ہیں۔ وہ لوگ بھی یہاں موجود ہیں۔ جو آبِ زمزم سے قطع تعلق کر کے آبِ گنگا سے وابستگی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو بھیم اور ارجن کو اپنا قومی ہیرو قرار دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ترک و ایران و عرب مست فرنگ ہر کسے را در گلو شست فرنگ

مشرق از سلطانی مغرب خراب اشتراک از دین و ملت بردہ تاب

مگر یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ان نادانوں نے نہ اپنی تہذیب کو سمجھا ہے اور نہ مغربی تہذیب کے اصول اور حقائق ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ وہ محض سطح بین ہیں۔ اور سطح پر جو نقوش ان کو زیادہ نمایاں اور زیادہ خوش رنگ نظر آتے ہیں انہی پر لوٹ پوٹ ہونے لگتے ہیں۔ ان کو خبر نہیں کہ جو چیز مغربی قومیت کے لئے آبِ حیات ہے، وہی چیز اسلامی قومیت کے لئے زہر ہے۔ مغربی قومیتوں کی بنیاد نسل و وطن اور زبان و رنگ کی وحدت پر قائم ہوئی ہے۔ اس لئے ہر قوم مجبور ہے کہ ہر اس شخص سے اجتناب کرے جو اس کا ہم قوم، ہم نسل، ہم زبان نہ ہو، خواہ وہ اس کی سرحد سے ایک ہی میل کے فاصلہ پر کیوں نہ رہتا ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہاں ایک قوم کا آدمی دوسری قوم کا سچا وفادار نہیں ہوسکتا۔ ایک ملک کا باشندہ دوسرے ملک کا سچا خادم نہیں بن سکتا۔ کوئی قوم کسی قوم کے کسی فرد پر یہ اعتماد نہیں کرسکتی کہ وہ اس کے مفاد کو اپنی قوم کے مفاد پر ترجیح دیگا۔ مگر اسلامی قومیت کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ یہاں قومیت کی بنیاد نسل و وطن کے بجائے اعتقاد و عمل پر رکھی گئی ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان کسی جنسی امتیاز کے بغیر ایک دوسرے کے شریک حال اور معاون ہیں۔ ایک ہندی مسلمان مصر کا ویسا ہی وفادار شہری بن سکتا ہے جیسا کہ وہ خود ہندوستان کا ہے۔ ایک افغانی مسلمان شام کی حفاظت کے لئے اسی جانبازی کے ساتھ لڑسکتا ہے جس کے ساتھ وہ خود افغانستان کے لئے لڑتا ہے۔ اس لئے ایک ملک کے مسلمان کو دوسرے ملک کے مسلمان سے جدا کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس معاملہ میں اسلام کے اصول اور مغرب کے اصول ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئے ہیں۔ جو وہاں سبب قوت ہے وہ یہاں عین سبب ضعف ہے۔ اور جو یہاں مایۂ حیات ہے وہ وہاں بعینہٖ سم قاتل ہے۔ اقبال نے اس حقیقت کو کس خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

© rasailojaraid.com